فیوض الحرمین

مع ترجمہ اردو

سعادت کونین

قسط: ۳

تصنیف لطیف: شاہ ولی اللہ رح

التدلی فیدخل موج من هذا التدلی فی شرجة هذه النفس فیمتلی النفس بمعرفة الله ثم یعود الموج الی هذا التدلی فیتحقق لهٰذا التدلی تدلی آخر الی ما یلی النفوس البشریة المحبوسة فی اجسادها ویعد العالم لتقریب افاضة المعرفة علی تلک النفوس وهکذا تتراکم انوار الملاء الاعلی وتتزاید اعدادها بعضها یلی الاعلی وبعضها الاسفل وبعضها بین هذا وذاک حتی امتلاء الجو الذی بین ارض هذه النفوس وبین سماء تلک المعرفة فلذلک یکون معرفتهم فی آخر الزمان اسرع ما یکون واصرح ما یکون

پھر اس تدلی کی ایک موج اس نفس کے شرجہ میں داخل ہوتی ہے تو نفس اللہ کی معرفت سے بھر جاتا وہ موج اس تدلی کی طرف عود کرتی ہے پھر متحقق ہوتی ہے اس تدلی کے اس چیز کی طرف کہ قریب سے ان نفوس بشریہ کے جو اجسام میں ہے اور آمادہ کرتی ہے عالم نفوس بشریہ پر معرفت کا افاضہ کرنے کی تقریب کے واسطے ایک تدلی جو عود کرے اور اسی طرح متراکم ہوتے ہیں انوار ملاء اعلیٰ کے اور بڑھتے جاتے ہیں اعداد ان کے بعضے قریب اعلیٰ کے اور بعضے اسفل کے اور بعضے ان دونوں کے درمیاں یہاں تک کہ پر ہوجاتا جو ہے جو ان نفوس کے زمین اور معرفت آسمان کی بیچ میں ہے اور اسی واسطے کاملین کی معرفت آخر زمانہ میں پہلے سے زیادہ سریع

والی هذه الدقيقة اشار النبی صلی الله عليه وسلم حيث قال اذا اقترب الزمان لم يكد رؤيا المومن يخطی ای اذا اقترب من القيامة وكذلک فی الطبيعة العرشية علوم الارتفاقات الانسانية موضوعة بل ارتفاقات كل نوع بل احكام جميع النفوس والانواع فكل من برع فی استخراج الارتفاقات انما استمطر الجود عما هنالک واذا أرتسخ هذا الفيض فی قلب ثم عاد الی منبعه ظهر لتلک الطبيعة بحسب هذا الكمال تدلیٍّ الی سائر النفوس البشرية وَسَهّلَ انطاع تلک العلوم واذا مات هذا البارع لا يفقد هو ولا ابراعته ولا هذه الشرجة بل كل ذلک بحاله وافراد هذه النفوس يعد بعضها لبعض ونسبتها فی الطبيعة الانسانيه المتجسدة فی المثال بشخص واحد كنسبت القوی والصور الخيالية فكما ان المقدمات الفكرية تعد لفيضان

اور مصرح ہوتی ہے اور اس دقیقہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ فرمایا ہے: جس وقت زمانہ قیامت قریب تو مومن کے خواب جھوٹے نہ ہوں گے اور اسی طرح طبیعت عرشیہ میں علوم ارتفاقات انسانیہ موضوع ہیں نہ ارتفاقات ہر نوع بلکہ احکام جمیع نفوس بس جو کوئی استخراج ارتفاقات میں کامل و فائق ہوا اس نے یہیں سے فیض پایا اور جب یہ فیض اس کے قلب میں راسخ ہوگیا پھر عود کیا اپنے منبع کی طرف تو ظاہر ہوا واسطے اس طبیعت کے بموجب اس کمال کی تدلی طرف تمام نفوس بشریہ کے اور آسان ہوگیا ان علوم کا منقش ہونا پھر جب مرتا ہے وہ کامل و فائق تو گم نہیں ہوتا وہ اور نہ اس کا کمال و فضل اور نہ وہ شرجہ بلکہ سب بحال خود رہتے ہیں اور ان نفوس کے بعض افراد معد ہوتے ہیں بعض کے واسطے اور اس کی نسبت شخص واحد کے ساتھ طبیعت انسانیہ میں جو متجسد فی المثال ہے ایسی ہے جیسے نسبت قوی اور صور خیالیہ کی اور جیسے مقدمات فکریہ معد ہوتے ہیں فیضان نتیجہ کے

النتیجة فکذلک النفوس الزکیة تعد لمن کان ساعر الناس وھذا المعرفة معانی قولنا فی القصیدة اللامیة

شھدت تداویر الوجود جمیعھا
تدور کما دار الرحی المتمائل

مشاھد اُخریٰ علی الاجمال

ما توجھت قبل قبرہ علیه الصلوة والسلام الا ورایته حاضرا ظاھرا اما بان اتفح بصر روحی فرایته علی ما ھو واما ان تاثرت نفسی منه تاثرا فکان ذلک الاثر حاکیا عنه فیومًا توجھت الیه ونفسی ملاءی من الشوق الی ظھول حقیقة ما خصصت به من معارف مراتب الجود واستنباط معارف الشرایع من قبل تفتیش حال النفوس فلصقت نفسی بنفسه علیه الصلوة والسلام وامتلات ابتھاجا بتلک العلوم وثلجًا بھا ویوما افیض علی نظر الحق فانه شیٔ خُصِّص به النبی صلی الله علیه

واسطے اسی طرح نفوس زکیہ معد ہوتی ہیں تمام آدمیوں کی پاکی و صافائی کے واسطے اور یہ معرفت معانی میں سے ایک معانی ہے جو قصیدہ لامیہ میں ہے اور وہ یہ ہے۔

شھدت تداویر الوجو جمیعھا تدور
کما دار الرحیٰ المتمائل۔

مشاہد اخریٰ علی الاجمال

میں جب متوجہ ہوا روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو آپ کو حاضر ظاہر دیکھا یا یہ کہ میری روح کی آنکھ کھل گئی ہے تو آپ کو دیکھا ہے جیسے آپ ہیں اور یا میرا نفس متاثر ہوا ہے اس سے اور یہ اثر حاکی ہے آپ کا سو ایک روز میں متوجہ ہوا آپ کی طرف درحالیکہ میرا نفس شوق سے بھرا ہوا تھا ظہور حقیقت اس شے سے جس سے میں خاص ہوا یعنی معارف مراتب اور استنباط معارف شرایع قسم دریافت حاصل نفوس سے تو میرا نفس آنحضرت علیہ الصلواۃ والسلام کے مبارک نفس سے قریب اور ان علموں کی خوشی اور سرور سے پُر ہو گیا اور ایک روز مجھ پر افاضہ ہوئی نظر حق وہ ایک شے ہے جس سے خصوصیت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم من الانبياء لما بينّا من هيكل التدلی واختصاصه وانتقاله بانتقاله الى الناسوت فتوجهت اليه اشد توجه فانطبع لون هذا النظر فی نفسی معرفت حينئذ نفسی كانها ينظر اليها الله تبارک وتعالى ويقنت ان من خواص هذا النظر ان هذا الرجل لا يجلس فی مكان يذكر فيه ربه الا تبعته السموات والارضون لاسيما اجزاء الارض الى السفلی واجزاء الجوّ الى السمآء السابعة بل العرش وانه اذا استمكن من الرجل صار قطبا وفطنت عند الافاضة انه ليس انطباعا كهيئة الانطباعات بل دخل فی جوهر الروح وديدن النّفس ويوما تبدّ الیّ النور كهيئة اهل الملاء السافل ورايته ينبع من قبره صلى الله عليه وسلم ينبوعًا ثجاجًا مشهد آخر

وسلم کو کل نبیوں سے نسبت اس ہیکل تدلی کے جو ہم بیان کر چکے ہیں اور اس کا خاص ہونا اور ان کا منتقل ہونا ناسوت کی طرف ان کے منتقل ہونے کے ساتھ تو میں بہت شدت سے متوجہ ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو میرے نفس میں منطبع ہوا لون اس نظر کا تو پہچانا میں نے کہ گویا میرے نفس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نظر کر رہا ہے اور یقین کیا میں نے کہ اس نظر کے خواص میں سے ہے کہ ایسا شخص جس مکان میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرے تو اس کی پیروی کرتے ہیں سب آسمان اور زمینیں خصوصاً اجزا زمین کے نیچے تک اور اجزا ہوا کے ساتویں آسمان تک بلکہ عرش تک اور وہ جب قرار پکڑے تو قطب ہوجاتا ہے اور میں نے دریافت کیا کہ یہ منطبع ہونا اور انطباعات جیسا نہیں ہے بلکہ داخل ہے جوہر روح و طبیعت و نفس میں اور ایک روز میری طرف ایک ایسا نور ظاہر ہوا جیسا صورت اہل ملاء سافل کے اور میں نے اسے دیکھا کہ روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چشمہ کی مانند شدت سے جوش کر رہا ہے۔ مشہد آخر

بینما انا اصلی سبحة الضحی فی مصلی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم بین المنبر والقبر اذ تجلی الی السر الذی استفدت اصله من حقیقة الکعبة وهو قرب الملاء الاعلیٰ ومخ العبادة ففطنت حینئذ مراد النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم من قوله اما السجود فاجتهدوا فی الدعاء وقوله لبعض اصحابه اعنی علیٰ نفسک بکثرة السجود فهذا القرب لا یحصل الا بالدعاء وتضرعا والحاحا بین یدی المولی وتزلّلًا علیٰ بابه واعتصامًا باعتابه ولا یحصل حتی یجتهد فی الدعاء فی السجدة لان السجود شبح لهذا القرب ولکل شبح الی حقیقته شارع من جوهره والرحمة العامة اذا توجهت الی البشر

ایک روز میں نماز چاشت پڑھ رہا تھا نماز گاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں درمیان منبر شریف اور روضہ مقدس کے کہ یکایک ایک اسرار نے تجلی کی مجھ پر کہ اس کی اصل کو کعبہ شریف کی حقیقت سے میں نے استفادہ کیا اور وہ قریب ملاء اعلیٰ کا اور اصل سب عبادتوں کی اس وقت مجھے دریافت ہوئی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آیت شریف سے جو آپ نے فرمائی۔ اما (۱) السجود فاجتہدو فی الدعا اور جو آپ نے فرمایا ہے بعض صحابہ سے۔ اعنی (۲) علے نفسک بکثرت السجود پس یہ قرب حاصل نہیں ہوتا مگر ساتھ دعا کے اور تضرع اور زاری اور الحاح اور نظراح کے آگے اپنے مولا کے رو برو سر جھکانے اور اس کے دروازہ پر ناک رگڑنے اور اس کا آستانہ پکڑنے سے اور نہیں حاصل ہوتا جب تک سجدہ میں دعا کرنے کی کوشش نہ کرے اس واسطے کہ سجدہ اس قرب کا کالبد ہے اور ہر کالبد کے واسطے اس کی حقیقت کی طرف ایک شاہراہ ہے اس کو جوہر سے اور رحمت متوجہ ہوتی ہے انسان کی طرف اور

وارادت الافاضة عليهم كان التعرض لنفحاتها والتمكن لحلولها والنهئ لتحققها اعانة لها تتميمًا لمرادها ولما كان السجود اقرب حال الى التعرض لنفحات الرحمة امر النبى صلى الله عليه وسلم باكثاره خاصة فهو ان حقيقة قوله هل تضارون فى القمر ليلة البدر قالوا لا قال فكذلك ترون ربكم فلا تغلبن على صلوة قبل طلوع الشمس وصلوة قبل غروبها وهى اع التدلى المتجلى يوم القيمة هو الذى يكون قبل وجه المصلى اذا صلى وهو الذى يقاصم العبد فى الصلوة ويجاده لكن جلباب البدن يمنع الناس ان يبصره ببصر الروح وان يغلب هذه البصر بصر الجسد فاذا كان يوم القيامة وكشف الجاباب استقل بصر الروح واستبتع بصر الجسد

ان پر افاضہ کا ارادہ کرتی ہے تو اس کی خوشبوؤں کا پیش آنا اور اس کی حلول کا متمکن ہونا اور اس کی تحقیق کا آمادہ ہونا مدد ہوجاتا ہے اس رحمت کا اور اس کی مراد کے پورا ہونے کا سبب اور چونکہ سجدہ بہت قریب تھا نفحات رحمت کے پیش آنے کا اس واسطے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کثرت سجود کے خصوصًا اور مجھ پر ظاہر ہوئی حقیقت اس حدیث شریف کی جواب آپ نے فرمائی ہے هل (۳) تضارون فی القمر لیلتہ لبدر قالو الاقال فکذلک ترون ربکم افلا تغلبن علی صلواۃ قبل طلوع الشمس والصلواۃ قبل غروبہا۔ اور وہ حقیقت ہے کہ قیامت کے دن جو تدلی جلوہ کرے گی وہ وہی ہے جو نمازی کے سامنے نماز پڑھنے کے وقت ہوتی ہے اور وہ وہی ہے جو نماز میں مقاسم اور مجاوب ہوتی ہے بندہ کی لیکن پردہ بدن انسان کو روح کی آنکھ سے دیکھنے نہیں دیتا اور روح کی آنکھ بدن کی آنکھ پر غالب نہیں آتی تو جب قیامت کا روز ہوگا اور پردہ اٹھ جائے گا تو روح کی آنکھ مستقل ہوجائے گی اور جسم کی آنکھ

وليست نشاة الاخرىٰ الا من بقايا نشاة الدنيا ولا فرق بين الروية ببصر الروح التى برزقها الافراد فى هذه الدار وبين الاخروية التى تعم المسلمين الا بطرح الجلباب ثم رايت كل آية وكل حديث بحرا مواجا فيه من الاسرار ما لو كتبت شرح سر واحد منها فى مجلدات لما احاطته ورايت الاسرار الخفية مبتذلة فى اشارات القرآن والسنة فقضيت العجب كل العجب فتجلى لى عقيب ذلک التدلى الاعظم فرايته غير متناهى الارجا ورايت نفسى غيرمتناهية ورايتنى قابلت غير المتناهى بغير المتناهى فابتلعته كله لم اغادر منه مقدار ذرة فرجعت الى نفسى وتحيّرت من عظمها وكبرها سويعة ثم سرى عنى فاذا انا ملان من النور يذرّ علىّ من فوقى ومن تحتى ومن يمينى

پیچھے رہ جائے گی اور عالم آخرت بقایا ہر نشاء دنیا کا اور کچھ فرق نہیں روح کی آنکھ سے دیکھنے میں جو دنیا میں سب کو حاصل ہوجاتی ہے اور عاقبت میں عام مسلمان دیکھیں گے مگر پردہ کی آنکھ اٹھ جانے سے پھر میں نے دیکھا ہر آیت اور ہر حدیث شریف کو اسرار کا ایک دریائے مواج کہ اگر ان میں سے ایک سر بھی لکھا جائے تو بہت جلدوں میں نہ آسکے اور میں نے دیکھے اسرار خفیہ جو اشارات قرآن شریف اور حدیث شریف میں محفوظ ہیں اور میں کمال متعجب ہوا پھر اس کے بعد جلوہ گر ہوئی مجھ پر تدلی اعظم اس کو میں نے دیکھا کہ اس کی حد ہی نہیں ہی اور میں اپنے نفس کو دیکھا غیر متناہی اور میں نے معلوم کیا اپنے تئیں کہ ایک غیر متناہی مقابل ہے غیر متناہی کے میں وہ سب نگل گیا ایک ذرہ بھر بھی نہ چھوڑا پھر میں رجوع ہوا اپنے نفس کی طرف اور متحیر ہوا اس کی عظمت اور بزرگی کی وسعت سے پھر وہ تدلی عظم مجھے پوشیدہ ہوگئی تو اس وقت میں نور سے بھرا ہوا تھا جو میرے اوپر اور نیچے اور میرے دائیں اور بائیں

وعن شمالی بل رایته ینبع من قلبی وعینی. ویدی وسائر جوارحی وجونحی فکان هذا آخر هذا المشهد **مشهد آخر** غاب عنی الهیکل المثالی وتجلی حقیقة روحه صلی الله علیه وسلم متجردة عن الالبسة التی کانت لبسها حتی بعض اجزاء النسمة ووجدتها حینئذ کما کنت وجدت بعض ارواح الاولیاء المتقدمین جدا فنحت من روحی صورة متجردة علی شاکلتها وشاهدت من الانجذاب والشموخ ما لایقدر اللسان علی وصفه **مشهد آخر** استفدت من صلی الله علیه وسلم ان اتسعت نفسی حتی لحقت بوراثته بالبرزة المثالیة للتدلی الاعظم التی انتقلت الی الناسوت مع انتقاله صلی الله علیه وسلم الیه واتصلت بها وافضیت الیها وخالطتها ورایتنی

سے پڑ رہا تھا میں نے اسے دیکھا کہ میرے قلب اور میرے آنکھوں اور میرے ہاتھوں سے بلکہ تمام اعضا سے نکل رہا تھا اور یہ اُس مشہد کے آخر میں تھا۔ **مشہد آخر** غائب ہو گئی مجھ سے ہیکل مثالی اور جلوہ گر ہوئی مجھ پر حقیقت روح مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اور مجرد ان لباسوں سے جو پہنے تھے یہاں تک کہ بعضے اجزاء نسمہ بھی اور میں نے اس وقت پایا اس کو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعضے ارواح اولیاء متقدمین کو پھر میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اس کی شکل کی اور میں نے مشاہدہ کیا انجذاب و بلندی کو اس قدر کہ زبان اس کی وصف پر قادر نہیں۔ **مشہد آخر** استفادہ کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ وسیع ہو گیا میرا نفس یہاں تک کہ لاحق ہوا میں آپ کی اس وراثت سے تدلی اعظم کی برزہ مثالیہ کو جو منتقل ہوا ساتھ آپ کے منتقل ہونے کے طرف ناسوت کے اور میں متصل ہو گیا اور پہنچا اور مخلوط ہو گیا اس برزہ سے ایسا کہ تو دیکھے

شبحًا لها من الشبحين احدهما الاتم الاعم القريب الى حضرت الوجود الخارجي والثانی نسبته الى الا ولا كنسبة مخرج المذهب الى صاحب المذاهب وهو قريب الى حضرت الموجود العلمی و سميت حينئذ بالزكي وبآخر نقاط العلم وعرف حينئذ ان من خالطها وافتنى اليها كما خالطت واوضيت اى دخلت فی جوهر وحه كمثل دخول اليادداشت فی جوهر النفس بان ننشرح اليقظة التی جبل عليها الانسان به فمن شعب مقامه المجددية والوصاية والقطبية واماطة الطريق أن يكون كلمة باقية فی عقبه والسر عميق فتدبر **مشهد آخر** قمت بين يديه صلی الله عليه وسلم وسلمت عليه وتكففت متضرعا لديه الصقت روحی اليه فبرق

میں ایک کالبد ہوں دو کالبدوں میں سے کہ ایک ان میں کا اتم اور اعم قریب بھی حضرت وجود خارجی سے اور دوسری کی پہلے سے ایسی نسبت ہے جیسے تخریج کرنے والے مذاہب کے صاحب مذاہب سے کہ وہ قریب ہے، حضرت وجود علمی کے اور اس وقت میرا نام رکھا گیا زکی اور آخر نقاط العلم اور اس وقت میں نے جانا کہ جو مخلوط ہوا اس بزرہ سے اور پہنچے اسے جیسا کہ میں مخلوط ہوا اور فائز ہوا یعنی داخل ہو گیا اس کی جوہر روح میں مانند داخل ہونے یاداشت کے جوہر نفس میں اس طرح پر کہ کھل جاتا ہے وہ نقطہ جس پر انسان محیول ہوا ہے پس اس مقام کے شعبے میں سے مجددیت اور وصایت اور قطبیت اور طریقت کی امانت ہے اور حاصل ہوتی ہے یہ بات کہ ہوجاوے کلمہ باقیہ اپنے بعد اور اسرار عمیق ہے پس غور کر اس کو۔ **مشہد آخر** میں استادہ ہوا روبرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سلام عرض کیا اور کمال عاجزی سے آپ کے حضور کے ہاتھ پھیلائے اور اپنی

منه بارق وتلقیه روحی اتم تلقی فی لمحة واحده واقرب من ذلک فتعجبت من سرعة تلقیها والاحاطة باصلها وفرعها وجمیع ارجاءها فی آن واحد بل اقل من آنٍ وذلک البارق تجلی الحبل الممدود الذی شد به العالم باسره فرایت هذا التجلی دخل فی جوهر روحه واصل هذا الحبل الممدود التدبیر الواحد الفایض من المبدء الذی تفصیلة العالم باسره وفروعه التدبیرات التفصیلیة التی بها یقوم العالم وفطنت ان هذا الحبل هو حقیقة الحقیقة المحمدیة وما من قطب محدث او نبی مکلم الا وله نصیب منه والله اعلم **مشاهد اُخریٰ** سلکنی رسول الله صلی الله علیه وسلم بنفسه ورتانی بیده فانا اویسیه وتلمیذه بلا واسط بینی وبینه ذلک انه ارانی صلی الله علیه وسلم روحة

روح کو آپ سے ملادیا اور آپ سے ایک نور چمکا کہ میری روح نے بہت اچھی طرح اس سے ملاقات کی ایک لحہ بھر کے عرصہ میں یا اس کے قریب میں نے بہت تعجب کیا کہ کس قدر جلدی ملاقات کی اور اصلی و فرعی و تمام اطراف کو محیط رہا ایک آن میں بلکہ آن سے بھی کم میں وہ نور ایک تجلی ہے اس حبل ممدود کی جس سے تمام عالم بندھا ہوا ہے پس میں نے دیکھا یہ تجلی آپ کے جوہر روح مبارک میں داخل ہے اور اصل اس حبل ممدود کی تدبیر واحد ہے جو فائض ہے اس مبداء سے جس کی تفصیل تمام و عالم ہے اور فروع اس حبل ممدود کی وہ تدبیرات تفصیلیہ ہیں جن سے عالم قائم ہے اور اسی سے ہر قطب محدث اور نبی مکلم کو حصہ ملا ہے واللہ اعلم۔

مشہد آخر مجھ کو سالک بنایا خود آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ نے میری تربیت فرمائی پس میں اویسی ہوں اور شاگرد ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلاواسطہ کسی کے اور یہ بات یوں ہے کہ آپ نے اپنی روح مکرمہ مجھے

المكرمة فعرفنى بها اذ معرفة المفيض قبل الافاضة فعندى روحه صلى الله عليه وسلم اعرف الاشياء حتى المحسوسات ثم كان اول تسليكه انه افاض علىّ تجليا من تجليات الحق وهو الذى برز برزة مثالية بوجوده صلى الله عليه وسلم فقبلت هذا التجلى بجوهر روحى واستغرقت فيه وفنيت ثم تحققت به وبقيت ثم افاض ثانيا تجليا آخر هو اصل هذه البرزة المذكورة وهى نقطة فردة جذر افعال الحق فى العالم واصل تدبيراته فيه فقبلت ايضا وفنيت فيه وبقيت به ثم افاض ثالثا نقطة الذات مع لون من الجبروت فقبلتها وفنيت وبقيت ثم افاض رابعًا نقطة منعقدة فى الروحانيات بها اندراج النهاية فى البداية فقبلتها وفنيت وبقيت ثم عرف خامسًا

دکھائی اور اس سے مجھے عارف بنایا، کیونکہ معرفت مفیض کے افاضہ سے پہلے ہی میرے نزدیک آپ کی روح مکرمہ اعرف الاشیاء ہے، یہاں تک کہ محسوسات سے بھی پھر پہلے آپ کا اور وہ وہی ہے جس نے ظاہر کیا سلوک بتانا کہ افاضہ کی مجھ پر تجلیات حق سے ایک تجلی اور وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک برزہ مثالیہ پس وہ تجلی میں نے اپنے جوہر روح میں قبول کی اور اس میں مستغرق ہو گیا اور فنا ہو گیا پھر میں متحقق ہوا اس سے اور باقی ہو گیا پھر افاضہ فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بارہ ایک اور تجلی کہ وہ اصل اس برزہ مذکور کی ہے اور وہ ایک نقطۂ مفرد اصل افعال حق کا ہے عالم میں اور اصل ہے اللہ کی تدبیرات کا عالم میں
اور اصل ہے اللہ کی تدبیرات کا عالم میں
اس کو بھی میں نے قبول کیا اور اس میں فنا ہوا اس سے باقی ہوا پھر افاضہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار نقطہ ذات کچھ رنگ جبروت کے ساتھ اس کو قبول کیا میں نے اور فانی اور باقی ہوا میں، پھر چوتھی بار افاضہ فرمایا نقطہ جو منعقد ہے، روحانیات میں اس سے

نقطة من احوال النسمة وكيفياتها محاذية لتلك نقطة الروحانية كانها هى ففطنت ان من امكن منها قوى على التأثير فى التلميذ وهى شبيهة بالعزم والجراة لا اقول عزم شى اوجراة على شى بيل نفس العزم والجراة فتم الصعود والهبوط وهذا هو السلوك المختصر الذى يناسب الجذب وهو الاشبه بحال الانبياء صلى الله عليهم وسلم **مشهد آخر** اعطانى الله سبحانه شبحًا من طريقة فى السلوك بواسطة رسول الله صلى الله عليه وسلم وباشرت اعطاء روحه الكريمة واطلعنى على حقيقة هذا الشئ الذى اعطانى فعرفتها حق معرفتها وعرفت انه شبح منها لا عينها وساحدثك ببعض ما عرفت والحمد لله رب العلمين-

نہایت کا اندراج بدایت میں ہوتا ہے قبول کیا اور فنا اور بقا حاصل کی پھر پہنچوایا مجھ کو پانچویں دفعہ نقطہ احوال نسمہ کا اور اس کی کیفیات جو مقابل میں اس نقطۂ روحانیہ کے ہے گویا کہ وہ وہی ہے تو میں نے معلوم کیا جو حاصل کردہ، اُس کو قوی ہو تاثیر اس کی شاگرد پر اور وہ مشابہ ہے عزم اور جراءت کے میری اس سے یہ مراد نہیں کہ عزم کسی شے کا یا جرات کسی شے پر بلکہ نفس عزم اور نفس جرات میری مراد ہے پس تمام ہو گیا صعود اور ہبوط اور یہ ایک سلوک مختصر ہے کہ مشابہ جذب کے ہے اور بہت مشابہ ہے انبیاء علیہم السلام کے حال سے۔ **مشہد آخر** عنایت کیا مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے رستہ کی سلوک کی صورت بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے او باعث عطا کا ہوئی آپ کی روح مکرم اور مجھ کو اطلاع دی اس شے کی حقیقت پر جو مجھ کو عنایت فرمائی، پس میں نے پہچانا جس قدر حق تھا اس کے پہچاننے کا اور میں نے جانا کہ اس کی طریق فی السلوک کی ایک صورت ہے نہ عین اس کا اور عنقریب میں تم سے بیان کروں گا کچھ کچھ جو میں نے پہچانا والحمد للہ رب العالمین۔

بیان حقیقت الطریق

اعلم ان اللہ تعالیٰ یمن علی من یشآء من عبادہ الاولیاء فیھبه طریقة من السلوک وکم من عارف قد عجز عن ھذہ النکتة علی وجھھا فربما اطلعه اللہ علی اذ کار و افکار یصل بھا السالک الی الفناء والبقاء فیقول اعطانی ربی طریقة من السلوک وصدق فیما قال حسب ظنه ولکن التحقیق ان الطریقة لیست عبارة عن تلک الاذکار والافکار بل ھی حقیقة منعقدة فی الملاء الاعلی یقضی اللہ بھا من فوق السموات فینزل المقضی فی الملاء الاعلی فیتقرر ھنالک ثم ینزل الامر علی حسبه فی الناسوت فاللہ تعالی داعیة فی الملاء الاعلی لا یزال فی الناسوت تمثالھا وکرھا ومظنتھا ما دامت موجودة فاذا

بیان حقیقت الطریق جان لینا

چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں میں سے جس پر احسان کرنا چاہتا ہے تو اس کو عنایت کرتا ہے طریقہ سلوک کا اور کتنے ہی عارف یہ نکتہ جیسا چاہیے ویسا نہ سمجھے بسا اوقات اللہ تعالیٰ اس کو مطلع کرتا ہے ذکر و فکر پر کہ جس سے سالک فنا اور بقا کو پہنچ جاتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول میں اپنے گمان کے موافق سچا ہے۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ طریقت اس ذکر و فکر سے عبارت نہیں ہے بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے جو ملاء اعلیٰ میں منعقد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو حکم کرتا ہے آسمانوں پر سے تو وہ حکم نازل ہوتا ہے ملاء اعلیٰ میں اور وہاں ٹھہرتا ہے پھر امر نازل ہوتا ہے اس کے موافق عالم ناسوت میں پس اللہ تعالیٰ کا ایک داعیہ ہے ملاء اعلیٰ میں کہ ہمیشہ ناسوت میں اس کی صورت اور آشیانہ اور جائے ہے جبتک وہ موجود ہے اور جب منسوخ ہوجاتا ہے طریقہ اور جاتا رہتا ہے داعیہ تو نہیں نظر

نسخت الطریقة واضمحلت الداعیة لم تر فی الناس لها تمثالا ووکرا ومظنة ولو اجتمع اهل الارض جمیعا علی ان یعدموا هذ الحافظ الذی فتنا انه و کرلها وما زالوا یقتلون اهلها وحفاظها لم یستطیعوا ان یعدموه ما دامت الداعیة موجودة ولو اجتمع اهل الارض جمیعا علی یقیموا عوجها ویصلحوا ما فسد منها علی حین فترتها واضمحلالها لم یستطیعوا ان یقیموه حینئذ ومثلها کمثل نجوم السمآء لا تزال تطیع اشکالها فی الحیاض والجواب ایا کان لیس فی قوی البشر ان یصدوا المیاه عز ذلک فتلک الداعیة هی الطریقة متی ماقضی بها الله تعالیٰ لعبد فقد قضی له بالطریقة ثم تشریح هذه الحقیقة المنعقدة وبیان اجرائها وارکانها لا یمکن الا لفاطن شدید الفطانة

آتی لوگوں میں اس کی تمثال اور آشیانہ اور جائے پس اگر تمام اہل زمین جمع ہو کر چاہیں کہ معدوم کر دیں اس نگہبان کو جو ہم نے بیان کیا کہ آشیانہ اور جائے ہے اس کی اور ہمیشہ اس کے اہل سے اور نگہبانوں سے مقاتلہ کریں تو ہر گز نہیں معدوم کر سکتے جب تک وہ داعیہ موجود ہے اور اگر اہل زمین جمع ہو کر چاہیں کہ اس طریقہ کی کجی کو سیدھا کر دیں اور اس کے بگاڑ کو سنوار دیں تو سیدھا کرنے کا اور سنوارنے کا اس وقت مقدور نہیں ہے اور مثال اس کی ایسی ہے جیسے ستارے آسمان کے کہ ہمیشہ اُن کا عکس حوضوں اور تالابوں میں پڑتا ہے کسی بشر کی قوت ہی میں نہیں کہ پانی کو اس عکس سے روکے بس وہ داعیہ الٰہی طریقہ ہے جب تک حکم ہو اللہ تعالیٰ کا واسطے کسی بندہ کے پھر تشریح اس حقیقت منعقدہ کی اور اس حقیقت کی اجزاء اور اس کے ارکان کا بیان ممکن نہیں مگر واسطے ذہین اور تیز فہم کے اور وہ جو مجھے میرے رب نے سمجھایا ہے وہ یہ ہے کہ آتی ہے آسمان اول کے ذریعہ نقلین اور توسطات اور لباس اور

وهاک ما فهمنی ربی یجییٔ من
مدد السماء الاولی نقول
وتوسطات وریٌّ ومن السماء
الثانیة قواعد منضبطة فتکتب
وتسطر وتعلم وتوثر کابرا عن
کابر وتوقر بها الصدور وتملاء
به الصحف ومن السماء الثالثة
لون طبیعی فتصیر طبیعة وتمیل
الیها الطبائع وتهیج لها حمیة
منهم فیحمونها وینصرونها
ویناضلون دونها ویحبونها کحب
الاموال والاولاد و الانفس
ومن السماء الرابعة غلبة وقوة
وتسخیر فیکون مسخرا لها
اکابر الناس وأعرضاهم علماءهم
وامرائهم ومن السماء الخامسة
نکابة وشدة فلن تری منکرا لها
الا وقد امتخر بالمحن واتبکی
بالبلایا ولعن وعوقب کان من
الغیب نالها ومن السماء
السادسة هدایة معظمة فیکون
سببا لاهتدائهم ومثابة للناس الی
لحمالهم ومن السماء السابعة

آسمان دوم سے قواعد منضبط پس وہ لکھی
جاتی ہیں اور جانی جاتی ہیں اور نقل ہوتی
چلی آتی ہیں بزرگوں کو بزرگوں سے اور
توقیر پاتی ہیں ان سے سینے اور صحیفے ان
سے پر ہوتے ہیں اور آسمان سوم سے
لون طبعی کہ وہ طبیعت ہوجاتا ہے اور اس
کی طرف طبیعتیں مائل ہوتی ہیں اور لوگوں
کی حمیت اُس سے جوش میں آتی ہے وہ
اس کی حمایت اور مدد کرتی ہیں اور اس
کے غیروں سے جھگڑا کرتی ہیں اور اسے
جان و مال و اولاد کی طرح دوست رکھتے ہیں
اور آسمان چہارم سے غلبہ اور قوت و
تسخیر کہ اس کے بڑے اور چھوٹے اور
علماء اور امراء مسخر ہوتے ہیں اور آسمان
پنجم سے مغلوب کرنا اور شدت کہ جو اس
کا منکر ہو وہ بلائیں گرفتار ہو اور ملعون ہو اور
عذاب میں آجائے گویا کہ ایک غیب
سے اس کا مددگار ہے اور آسمان ششم
سے ہدایت معظمہ کہ وہ سبب ہوتی ہے
لوگوں کی ہدایت اور کمال حاصل کرنے کا
اور آسمان ہفتم سے شرف دائمی کہ پتھر
کی لکیر کہ نہیں مٹتی جب تک وہ پتھر
ٹکڑے نہ ہوجائے پس یہ سات رکن ہیں

السرف الدائم الذی کالندب فی
الحجر لایزول حتی تمرع اوصاله
وتقطع اجزائه فهذه ارکان سبعة
تلتم فی الملاء الاعلی فیکون
جسداً مسوی فیهم فینفخ من
التدلی الاعظم جذب فیها بمنزلة
الروح فی الجسد فمن تلبس
بتلک الاذکار والافکار وتزیئ
بذلک الزی شملته الرحمة الآلهیة
واتاه الجذب من فوقه ومن تحته
ومن عن یمینه ومن عن شماله ومن
حیث لا یحتسب ثم یربی هذا
الطفل سادات الملاء الاعلی
یخدمة الملاء السافل فلا یزال
یتقرر امره ویزداد شانه حتی
یاتی امر الله علی ذلک فهذه
الطریقة وقس علیه المذهب فی
الفروع والاصول فکل من ادّعی
ان الله تعالیٰ اعطاه طریقة
ومذهبا ولم یکن الذی اعطا کما
وصفنا فقد عجز عن معرفة الامر
علی ما هو علیه ثم لیس کل
احد یقضی له بالطریقة ولیس

کہ ملاء اعلیٰ میں آ کر مل جاتے ہیں اور ان کا
ایک جسم مستوی بن جاتا ہے پھر اس
جسم میں تدلی اعظم سے ایک جذبہ پھونکا
جاتا ہے کہ وہ بمنزلہ روح کے ہے اس
جسم میں پس جو شخص کہ آراستہ ہو ان
اذکار اور افکار سے اور اس لباس سے مزین
ہو شامل ہوتی ہے اس کو رحمت الٰہی اور
آتا ہے اس کو جذب اوپر اور نیچے اور
دائیں اور بائیں سے اور وہاں سے جہاں
اس کا گمان نہ ہو پھر اس طفل کی تربیت
کرتے ہیں سادات ملاء اعلیٰ اور اس کی
خدمت کرتے ہیں ملاء سافل پھر ہمیشہ اس
کی شان بڑھتی جاتی ہے جب تک حکم الٰہی
آئے تو پس یہ ہی طریقت ہے اور اسی پر
قیاس کرلو مذہب فروع و اصول میں پھر جو
شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے
طریقت عطا کی یا مذہب عنایت کیا اور
اسے یہ باتیں جو ہم نے بیان کیں نہ
عنایت ہوئی ہوں وہ عاجز ہے طریقت کی
معرفت سے جیسے اس کی حقیقت ہے اور
ہر شخص کے واسطے اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں
ہوتا طریقت کا اللہ تعالیٰ کے پاس بیکار
نہیں ہے کوئی چیز بلکہ اس کو اپنی

عنداللّٰه جراف ولا تخمين فى
شئ من الاشياء بل انما يعطى
من جبل مباركا زكيا فيه امداد
الافلاك السبعة والملاء الاعلى
والسافل وله رحمة خاصة من
التدلى الاعظم فكم من عارف
عظيم العرفة اوفانى باقى شديد
الفناء سابغ البقاء ليس بمبارك
زكى فلا يعطاها وكذلك لا
يتعاطى حفظها كل احد بل لكل
امر رجل خُلق له ويسرت جبلته
لذلك اما صورة ظهورها فنشاة
اخرى وراء النشات المتعارفة
حقيقتها بركة فائضة فى الاعراض
والافعال. **مشهد آخر**
عرفنى رسول الله صلى الله
عليه وسلم ان فى المذهب
الحنفى طريقة انيقة هى اوفق
الطرق بالسنة المعروفة التى
جمعت ونُقّحت فى زمان
البخارى واصحابه وذلك ان
يؤخذ من اقوال الثلثة قول اقربهم

سرشت اور جبلت میں مبارک اور زکی ہے
اعداد افلاک اور ملاء اعلیٰ اور ملاء سافل
عندیت ہوتی ہے اور اس کی ایک رحمت
خاص ہے تدلی اعظم سے پس کتنے ہی
عارف عظیم المعرفۃ یا فانی باقی شدید الفنا
کامل البقا ہیں کہ مبارک و زکی نہیں ان کو
نہیں عطا ہوتی اور اسی طرح نہیں عنایت
ہوتی نگہبانی طریقت کی ہر شخص کو بلکہ ہر
امر کے واسطے ایک مرد پیدا کیا گیا ہے اور
اس کی جبلت میں وہ کام آسان کر دیا گیا
ہے لیکن اس صورت ظہور کا عالم ان
عوام متعارف کے علاوہ ہے کہ حقیقت
اس کی برکت فائضہ ہے اعراض وافعال
میں۔ **مشہد آخر** مجھ کو پہنچوا دیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حنفی مذہب
میں ایک بہت اچھا طریقہ ہے وہ بہت
موافق ہے اس طریقہ سنت سے جو تنقیح
ہوا بخاری اور اس کے ساتھ والوں کے زمانہ
میں اور وہ ہے کہ مسئلہ میں اقوال ثلثہ
یعنی امام اعظم اور صاحبین میں سے جو
قول اقرب ہو وہ لے لیا جائے پھر بعد اس

بها فی المسئلة ثم بعد ذلک
یتبعه اختیارات الفقهاء
الحنفیین الذین کانوا من علماء
الحدیث فرب شیٔ سکت عنه
الثلاثة فی الاصول وما تعرضون
النفیة ودلت الاحادیث علیه
فلیس بد من اثباته والکل مذهب
حنفی **مشهد آخر** ما بین
قبره صلی اللّٰه علیه وسلم ومنبره
روضة من ریاض الجنة کما ورد
فی الصحیح اما نیة ذلک فما
شاهدنا من الانوار الرابیة علی
کل نور وان من صلی هنالک
یستغرق فی بحر النور وان
یلتفت واما النیة فان الانسان اذا
صار محبوبا ای دخل فی جوهر
روحه هذه البرزة المثالیة او هذه
النقطة التدبیریة فکان منظورا
للحق والملاء الاعلی عروسا
جمیلا فکل مکان حل فیه
انعقدت وتعلقت به همم الملاء
الاعلی وانساق الیه افواج

کے فقہاء حنفی جو علماء حدیث سے ہیں
کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو امام
اور صاحبین نے اصول میں نہیں بیان
کیں اور نہ ان کی نفی کی ہے اور حدیثیں
ان پر دلالت کرتی ہیں تو ان کا اثبات
ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہیں۔
مشہد آخر درمیان منبر مکرم اور روضہ
منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے
جیسا کہ آیا ہے صحیح حدیث شریف میں
سوانیت اس کی تو یہ ہے کہ ہم نے مشاہد
کیا اس کا نور سب نوروں پر فائق ہے اور
جو وہاں نماز پڑھتا ہے وہ دریائے نور میں
مستغرق ہوجاتا ہے اگرچہ وہ التفات نہ
کرے اور نیت یہ ہے کہ جب انسان
محبوب ہوجاتا ہے یعنی اس کے جوہر روح
میں یہ برزہ مثالیہ یا یہ نقطہ تدبیریہ داخل
ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہوجاتا
ہے اور ملاء اعلیٰ کے واسطے ایک عروس
جمیل بن جاتا ہے تو جس مکان میں جاتا ہے
ملاء اعلیٰ کے ہمیں اس کے ساتھ منعقد اور
متعلق ہوجاتے ہیں اور ملائکہ کی فوجیں اور

الملائكة وامواج النور لاسيما اذا كانت همته تعلقت بهذا المكان والعارف الكامل معرفة وحالا له همته يحل فيها نظر الحق يتعلق باهله وماله وبيته ونسله ونسبه وقرابته واصحابه يشمل المال والجاه وغيرها ويصلحها فمن ذلك تميزت ماثر الكسل من ماثر غيرهم **مشهد آخر** استاذنته صلى الله عليه وسلم فى رد ما اورده علماء الحرمين على بعض الصوفية فلم يأذن لى ورايت العلماء العالمين وفق علمهم المشتغلين بنوع من التصفية الناشرين للعلم والدين ‥ب اليه واكرم واحب عنده من هولاء الصوفية وان كانوا اهل الفناء والبقاء والجذب الناشى من صميم النفس الناطقة والتوحيد وغير ذلك من المقامات الشامخة عند الصوفية

انوار کی موجیں اس کی طرف چلی آتی ہیں خصوصاً جب اُس کی ہمت متعلق ہو اس مکان معظم کی طرف اور جو عارف کامل معرفت وحال میں ہوتا ہے اس کی ہمت میں نظر حق نفوذ کرتی ہے اور جو علاقہ رکھتی ہے اس کے اہل اور مال اور گھر اور ‥ل اور نسب اور قرابت اور یاروں کے ساتھ شامل ہوتی ہے مال اور ابرو وغیرہ کو اور اصلاح کرتی ہے اور اسی سے کملا اور غیر کملا کسرتیں متمیز ہوتی ہیں۔ **مشہد آخر** میں نے اجازت چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رد کرنے کی جو علماء حرمین نے بعضے صوفیوں پر اعتراض کئے ہیں تو مجھ کو اجازت نہ دی اور میں نے ‥ا کہ علمائے عالمین جن کا علم موافق ہے مشتغلین تصفیہ سے اور نشر علم ودین کرتے ہیں آپ کے بہت قریب ہیں اور آپ کو عزیز ہیں اور آپ کے محبوب ہیں ان صوفیوں سے اگرچہ وہ اہل فنا اور بقاء اور جذبہ جو ظہور کرے نفس ناطقہ سے اور توحید وغیرہ میں سے ہوں جو صوفیہ کے نزدیک عالی مقامات میں سے ہیں

بیان هذا المجمل ان هنا طریقتین طریقة انتقلت الی الخلق بانتقاله صلی الله علیه وسلم وهی بالوسائط وهی ترجع الی تهذیب الجوارح و بالطاعات والقوی النفسانیة بالذکر والتزکیة وحب الله والنبی صلی الله علیه وسلم الی تهذیب الناس نشرا للعلم وامر بالمعروف ونهی عن المنکر وسعیا فیما ینفع الناس عامة وما یناسب هذه المذکورات وطریقة بین الله وبین عبده من حیث اوجده فوجد وفاضه ففاض ولیس فی هذه واسطه اصلا ومن سلک فی هذه فانما شانه ان یتنبه بحقیقة اناویتنبه فی ضمن هذا التنبه بالحق وینشعب من ذلک الفناء والبقاء والجذب والتوحید وغیرها وکلا منا فی الطریقة الثانیة انها لیست عند النبی صلی الله علیه وسلم

بیان اس مجمل کا یہ ہے کہ یہاں دو طریقے ہیں ایک طریقہ تو یہ ہے کہ خلقت کی طرف منتقل ہوا انتقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالوسایط اور وہ راجع ہے طرف تہذیب جوارح کی عبادت ہے اور قوائے نفسانیہ کے ذکر اور تزکیہ اور حُب اللہ اور حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لوگوں کی تہذیب کرتی نشر علم اور امر معروف ونہی منکر سے اور لوگوں کے نفع رسانی میں کوشش کرنے سے اور جو ان مذکورات کی مناسب ہو اور دوسرا طریق یہ کہ اللہ اور اس کے بندے میں ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ایجاد کیا ویسا اُس نے پایا اور جو افاضہ کیا اس کو پہنچا اور اس میں اصلا واسطہ نہیں ہے جس نے سلوک کیا اس طریقہ کا اس کا حال یہ ہے کہ وہ شخص متنبہ ہوا حقیقت انا سے اور اس تنبہ کے ضمن میں حق سے اور اس سے منشعب ہوئی فنا اور بقا اور جذب اور توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے طریقہ میں ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عالی نہیں اور نہ مرغوب ہے آپ کے اس واسطے کہ

بمنوّهة ولا مرغوبة لانه عليه الصلوة والسلام عنوان فيضان الطريقة الاولى وجعله الله فى الخلق وكرا لعنايته باقاضتها ومظنة لظهورها والاشياء يتفاضل فيما بينها بوجه دون وجه ان اعتبرتها بما هى فى ظرف الوجود العام الذى لا يغادر جهة الا احطاها حصلت تلك الوجوه التى يقع بها التفاضل وكان الفضل دائرا فيها والمنافسة منقسمة بينها وان اعتبرتها مضافة الى سبب واحد ضمحل الفضل من وجه وبقى من وجه فكان احد الاشياء عديم الفضل اصلاً نعم لما انتقل هذا النور الى الناسوت انتفع السالكون بكلى الطريقتين اهل الجذب بانفسار التنبة الاجمالى عليهم بسبب هذا النور فانشرحت عليهم المعارف ولذلك ترى العرفاء ينقدح معارفهم من

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عنوان ہیں فیضان طریقہ اول کے اور اللہ نے آپ کو گردانا ہے آشیانہ اپنی عنایت کا اس طریقہ کے افاضہ اور اس کے ظہور کے واسطے جائے مقرر کی ہے اور اشیاء آپس میں فضیلت رکھتے ہیں ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے اُس شے کا کہ ظرف وجود عام میں ہے ایسا کہ سب جہات کو محیط ہو کسی کو نہ چھوڑیں تو حاصل ہوں گی ایسی وجہیں کہ جس سے تغافل واقع ہو اور ہوگا فضل دائر انہیں اور منافست منقسم ہوگی ان میں اور اگر تو اعتبار کرے اس کو مضاف سبب واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل جاتا رہے گا اور دوسری وجہ سے باقی رہے گا اور احد الاشیاء کو فضل اصلاً نہ ہیگا ہاں یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوتا ہے یہ نور طرف ناسوت کی تو دونوں طریقوں سے سالکوں کو نفع ہوتا ہے اہل جذب پر تو انفسار تنبیہ اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کے تو ان پر کھل گئیں معرفتیں اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفوں کو کہ اپنی معرفتیں کتاب اور سنت سے مطعون و خلاف رکھتے ہیں

الکتاب والسنۃ اھل السلوک باجھاشھم الی ھذا النور واندراجھم فیہ وتقومیھم بہ فتدبر فان المسئلۃ دقیقۃ **مشھد آخر** ھل تعرف لم کان الشیخان رضی اللہ عنھما افضل من علی کرم اللہ وجھہ مع انہ اول صوفی واول مجذوب واول عارف فی ھذہ الامۃ ولا تری ھذہ الکمالات فی غیرہ الا قلیلا من قبل التطفل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم تبینت ھذہ المسئلۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاظھر لی وذلک ان الفضل الکلی عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما یرجع الی تمام امر النبوۃ کاشاعۃ العلم وتسخیر الناس علی الدین وما یناسبہ واما الفضل الراجع الی الاولایۃ کالجذب والفناء فلیس الا فضلا جزئیا من وجہ ضعیف والشیخان

اور اہل سلوک اس نور سے تفرع کرتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں اور اس نور میں مندرج ہوتے ہیں اور اس سے قوام پاتے ہیں پس غور کرو کیونکہ یہ مسئلہ دقیق ہے۔ **مشہد آخر** کیا تم جانتے ہو کہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کس لئے افضل ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہ اس امت میں اول صوفی اور اول مجذوب اور اول عارف ہیں اور یہ سب کمالات اور میں نہیں مگر قلیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں نے یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا تو مجھ پر ظاہر ہوا کہ فضل کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے اور پورا پورا جیسے اشاعت علم کی اور لوگوں کی تسخیر دین کی طرف اور جو اُس کے مناسب ہو اور جو فضل کہ راجع ہو ولایت کی طرف جیسے جذب و فنا تو وہ فضل جزئی ہے اور ایک وجہ سے ضعیف ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما اول قسم کے ساتھ مخصوص تھے

كانا من المجردين للاول حتى انى اراهما بمنزلة فوارة ينبع منها الماء فالعناية التى حلت بالنبى صلى الله عليه وسلم ظهرت بعينها فيهما فهما بحسب كما لهما بمنزلة العرض الذى ليس هو الا قائما باجوهر ومتمما التحققه فعلى كرم الله وجهه وان كان اقرب اليه بحسب النسب والجبلة والفطرة المحبوبة منهما واقوى جذبا واشد معرفة لكن النبى صلى الله عليه وسلم بحسب كمال النبوة اميل اليهما ولذلک لم يزل العلماء الحملة لمعارف النبوة يفضلونهما ولم يزل العلماء الحملة لمعارف الولاية يفضلونه ولذلک كان مدفنهما بعينه مدفن النبى صلى الله عليه وسلم اكثر الاموار

یہاں تک کہ میں ان کو دیکھتا ہوں بمنزلہ فوارہ کے کہ اس میں سے پانی نکل رہا ہے توجو عنایت اللہ تعالیٰ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی بعینہ وہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں ظاہر ہوئی بس آپ دونوں حضرات کمال کے اعتبار سے بمنزلہ ایک ایسے عرض کے ہیں جو جوہری کے ساتھ قائم اور اس کی تحقیق کو اتمام دینے والا ہے پس حضرت علی کرم اللہ وجہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب ہیں نسب میں جبلت اور فطرت محبوبہ میں حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اور جذب میں بہت قوی اور معرفت میں زیادہ مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بحسب کمال نبوت حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف بہت مائل ہیں اور اسی باعث سے جو علماء معارف نبوت سے واقف ہیں ان کی تفصیل کرتے ہیں اور جو علماء معارف ولایت سے آگاہ ہیں وہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے تفصیل کرتے ہیں اور اسی واسطے حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مدفن بعینہ مدفن رسول اللہ صلی اللہ

العادية لها مبداء معنوی مثل هذا الذی اشرت اليه ومثل جعل الحجرة المانعة للوصول الى قبره صلى الله عليه وسلم وذلک سر قوله عليه الصلوة والسلام اللهم لا تجعل قبری وثنا يعبد من دونک **مشهد آخر** رايت لله سبحانه بالنسبة الى النبی صلى الله عليه وسلم نظرًا خاصًا كانه الذی يعنی من مثل لولاک لما خلق افلاک فاشتقت الى تلک النظرة واعجبتنی اشد عجب فلصقت به صلى الله عليه وسلم وتطفلت عليه وصرت كالعرض بالنسبة الى الجوهر فسامت تلک النظرة واكتهت كنهها وصرت منظرًا ومرئ لها فاذا هی ارادة الظهور وذلک لان الحق اذا اراد ظهور شان احبه وانظر اليه وشانه صلى الله عليه وسلم ليس بشان رجل واحد بل نشاة مبتدأة منبسطة على هياكل

علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا مبدا معنوی ہے مانند اس کے جس کا اشارہ کیا میں نے تم سے اور مانند گردانے حجرہ مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور یہ سر ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو آپ نے فرمایا ہے: اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد من دونک۔ **مشہد آخر** میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اللہ تعالیٰ کی ایک نظر خاص ہے گویا کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک سے مجھ کو اس نظر کا شوق ہوا اور مجھ کو نہایت تعجب ہوا پس میں ملاصق ہو گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی بن گیا اور ہو گیا میں جیسے جوہر کے ساتھ عرض پس اصرار کیا میں نے اس نظر کا اور دریافت کیا کنہ اُس کا اور ہو گیا میں اس کا منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ ظہور تھا اور یہ اس لیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ظہور شان کا تو اس کو دوست رکھا اور اس کی طرف نظر کی اور شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرد واحد کی شان نہیں ہے بلکہ ایک عالم مبتدا ہے جو صورت بشر پر

البشر والبشر نشاة منبسطة علىٰ
وجه الموجودات فكانه صلى الله
عليه وسلم غاية الغايات وآخر
نقاط الظهور ولكل موج حركته
الىٰ منتهاه ولكل سيل شوق الى
مبلغه فتدبر فالسّر دقيق
مشهد آخر رأيت الشفع اليه
صلى الله عليه وسلم والتوسل
لديه بعلماء الحديث والدخول
في عدادهم وبعلم الحديث حفظه
علی الناس عروة وثقى وحبلا
ممدودا لا ينقطع فعيلك ان
تكون محدثا او متطفلا على
محدث ولا خير فيما سوى دينك
فيما ارىٰ والله اعلم بالصواب
مشهدٌ آخر العارف اذا كمل
التصفت روحه بالملاء الاعلى
وهنالك حضرة عالية شامخة
ارتفعت ثَمَّ هممهم ولم ترتفع ثَمَّ
اجسادهم واولئک ثَمَّ علىٰ همة
رجل واحد راجعة الىٰ تدبير

منبسط ہے اور بشر ایک عالم منبسط ہے
وجہ موجودات پر تو گویا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم غایت الغایات ہیں اور ظہور کے
آخر نقاط ہیں اور ہر موج کی حرکت ہیں
اس کی منتہا تک اور ہر سیل کو شوق ہے
اپنے مبلغ تک پس غور کر کہ یہ باریک راز
ہے۔ مشہد آخر میں نے دیکھا کہ
حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
شفاعت اور توصل ہے ان کو جو علماء
محدث ہیں اور جو اُن کی گنتی میں داخل
ہیں اور علم حدیث شریف اور حفظ
حدیث شریف ایک عروہ وثقی اور حبل
ممدود ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہ ہو پس تو
ضرور لازم کر لے اپنے پر یہ کہ تو محدث ہو
یا محدث کا طفیلی ہو ان دونوں باتوں کے
سوا بہتری نہیں ہے جو میری رائے میں
ہے واللہ اعلم بالصواب۔ مشہد آخر
عارف جب کامل ہوتا ہے تو اس کی روح
ملاء اعلیٰ میں جا ملتی ہے اور وہاں ایک درگاہ
عالی ہے ان کی ہمتیں وہاں پہنچ جاتی ہیں
اور ان کے جسم وہاں نہیں پہنچتے وہاں اور
وہ مرد واحد کی ہمت پر جس کی ہمت تدبیر

وحدانی وان اختلفوا فی تفاصیلها فتدلّی هنالک في تلک الحضرة ربّ العالمین فغشیهم من النّور ما غشیهم واحتفت هممهم تحت شعشان تلک الانوار حتی لا تکاد تتمیز منها ولا یتمایز بینهما وان انا ضربت لحالهم تلک مثلاً فلا تعج بی الیٰ کل غور ونجد فان الامثال لا تفسر الاشیاء الا من جهة دون جهة هم بمنزلة الهیوهیولیٰ الخفیة التی لا تدرک الا من احکام وآثار بتخیس من هذا الموجود من جهة مسام الهیولیٰ التی هی ام القابلیات والنور الغاشی لهم الماحی اِیا هم بمنزلة الصورة التی تدرک اول ما یدرک وهی اصل الفعلیات فتخیس فی تلک الحضرة احکام متولدة من علوم الملاء الاعلی وهممهم التفصیلیة تلطفت فیهم

وحدانی کی طرف راجع ہوا گرچہ اس ہمت کی تفصیلوں میں اختلاف ہے پھر تدلی کرتا ہے اس حالی درگاہ میں رب العالمین پس ڈھانک لیتا ہے اُن کو نور میں جس قدر ڈھانک لے اور ان کی ہمتیں چھپ جاتی ہیں اس انوار کی چمک میں یہاں تک کہ متمیز نہیں ہوتیں وہ ہمتیں اور نہ آپس میں متاثر ہوتی ہیں اور اگر میں اُن کے اس حال کے مثل بیان کروں تو دہمکا اور خفا نہ ہو مجھ پر ہر نشیب و فراز سے کیونکہ امثال اشیا کی تفسیر نہیں کرتے ایک جہت سے نہ دوسری جہت سے اور وہ بمنزلہ ہیولی خفیہ کے ہیں جو دریافت نہیں ہوتا مگر احکام و آثار سے جو جاری ہوتے ہیں اس موجود سے جہت مسام ہیولیٰ سے ایسا ھیولیٰ کہ جو اصل قابلیات ہے اور وہ نور کہ جس نور نے انکو ڈھانک رکھا ہے اور ان کو محو کرلیا ہے وہ بمنزلہ اس صورت کے ہے جو سبب سے پہلے مدرک ہوتی ہے اور وہ صورت اصل فعلیات ہے پھر جاری ہوتی ہیں درگاہ عالی میں احکام و آثار جو ملاء اعلیٰ کے علوم سے متولد ہیں اور ان کی ہمتیں

ان يحصل له ثمّ فناوها ربما
اضمحل هنالک فليست روحه
تسوس جسده بل الحضرة فقط
فهو السائسة وهي المرشدة وهي
الملهمة وتطفّلت على النبي
صلى الله عليه وسلم فاعطيت
من ذلک کاسادهاقا وکان ما
کان والحمد لله رب العالمين
وفي محاذاة هذه الحضرة حضرة
اخرى اسفل منها هي مرقى همم
الملاء السافل ومجمع امرهم
موضع الهامهم ومحکمة قضائهم
ومناط توجههم ما اشبه شانها
بشان هذه الحضرة المقدسة
الصف الحق بواسطة تدلية
هنالک بالمحبة بعباده واتباع
رضاهم في بعض الامر وامثال
ذلک والحضرتان جميعا
معرفتهما ادق واجل من ان
يعالجهما بعقول العامية والله
الموفق مشهد آخر مما

گیا اور اللہ نے اپنے سابقہ علم میں اس کے
لئے مقرر کردیا تھا کہ اس کو حاصل ہو وہاں
فنا اور بقا اکثر اوقات محو ہوجاتا ہے وہاں
تو اس کی روح اس کے جسم کی نگہبانی
نہیں کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اس کی
نگہبان اور وہی مُرشد اور وہی ملہم ہے اور
میں طفیلی بن گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا
تو عطا ہوا مجھ کو اس کا ایک جام سرشار
بس کیا کہوں کیا تھا جو کچھ تھا الحمدللہ رب
العالمین اور اس درگاہ کے محاذی ایک اور
درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ نردبان ملاء
سافل کی ہے اور ان کی مجمع امر ہے اور ان
کے الہام کی جائے ہے اور اُن کے احکام
کا محکمہ اور ان کی مناط توجہ ہے کہ اس کی
شان مشابہ نہیں اس درگاہ کی شان کے
وہاں حق متصف ہے بواسطہ تدلی کے
اپنے بندوں سے محبت رکھنے سے اور ان
کی خوشنودی کرنے سے بعض امر نہیں
اور دونوں درگاہوں کی معرفت نہایت
باریک ہے اور برتر ہے اس سے کہ تمام
لوگوں کی عقول وہاں پہنچ سکے واللہ
الموفق۔ مشہد آخر فیض صحبت

وارتقت وصفاوتها مع هممهم فمن مسامات هممهم ينحبس فی حظيرة القدس فيصربها النور ولا يتركها كما هی بل يصيرها قريبًا من جوهره فتختلف حالات الحضرة المقدسة فرضًا وسخط وضحک وتبشبشر وقبض واعراض ونزول فی اوقات او محال تردد فی القضاء ولعن الاقوام وايجاب وتحريم ونسخ وامثال هٰذه فمن شاهد هٰذه الحضرة وعرف اهتزازها وانشراحها وعزيمتها وكونها كل يوم هو فی شان صارت المتشابهات عنده محكمات+ولم يبق بالاشكال اشكال ريبة ومن لم يشاهدها لم يصح له ولم يصلح الا ان يفوّض هذه الامور الی الله يؤمن بحملتها اذا علمت هٰذا فتلک الحضرة قبلة همم الملاء الاعلیٰ ومناط توجههم ومعقد نواصيهم فمن بلغ هذا المبلغ وقدّر الله سابق عمله

تفصیلیہ لطیف ہوجاتی ہیں ان میں اور بلند ہوجاتی ہے ان کی صفات فرشتوں کی ہمتوں کے ساتھ پھر ان کی ہمتوں کے مسامات سے جاری ہوتا ہے حظیرہ قدس میں پھر اس سے نور چمکنے لگتا ہے اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اس کو اپنے جوہر کے قریب کردیتا ہے بس مختلف ہوتے ہیں حالات حظیرۃ القدس کے رضامندی اور غصہ و ہنسی اور خوشی و قبض اور روگردانی اور نزول فی اوقات یا فی المواقع اور تردد فی القضا اور لعن اقوام اور ایجاب اور تحریم اور نسخ وغیرہ سے تو جس نے مشاہدہ کیا اس درگاہ کا اور اس کے اہتزاز اور انشراح اور عزیمت کو اور ہر روز ایک شان میں ہونے کو پہچانا اس کے نزدیک متشابہات محکمات ہیں۔ اور شک کی کوئی صورت باقی نہ رہی اور جس نے اس درگاہ کا مشاہدہ نہیں کیا اس کو صحیح نہیں اور صلاحیت نہیں مگر یہ کہ اللہ کو تفویض کرا سے اس متشابہات کا علم اور سب پر ایمان لائے جب تم نے یہ جان لیا تو بس وہ درگاہ قبلہ ہے ملاء اعلیٰ ہمتوں کا اور مناط توجہ و معقد نواصی ان کا پس جو شخص اس رتبہ کو پہنچ

انقدح نفى من قبس صحبته
صلى الله عليه وسلم علوم كثيرة
من حال التمام معرفة بالله منها
ان هذا الشخص يمتاز من سائر
الناس بان الاجزاء الفلكية فيه
قوية الظهور نافذة الحكم وانها
يقوم بها صبغ الٰهى ليجعل
جميع معانيها مناسبة بما يلي
جناب الحق ومنها ان تمام
المعرفة لا بد ان يكون فيه نقض
التعلقات الدنيوية والاخروية
والجسمانية والروحية غضاطريا
لم يخلقه سر سريان الوجود فى
الموجودات وتوجه المبداء
بالارادة الحبية الى تلك النشات
وفطنت انه معنىً من معانى
جزئة الذى يحذو حذو زحل
فلما حل به صبغ الٰهى صار هٰذا
النقض محبة ذاتية تتوجه الىٰ
نقطة الذات فمن صده عن
النقيض والتخلى عن الكل
البقاء بالله والتصرف بالحق فى
الخلق ولطلوع الارادة الحبية من

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھ پر
کھل گئے بہت علوم اللہ کی معرفت کے
پورے حال ایک انہیں سے یہ ہے کہ یہ
شخص سب آدمیوں سے ممتاز ہے اس امر
میں کہ اجزاء فلکیہ کا اس میں ظہور قوی اور
نافذۃ الحکم ہے جن سے اور خدائی رنگ
اس سے قائم ہوتا ہے تاکہ کردیوے اس
کے تمام معانی کو اس شے کے مناسب
جو جناب الٰہی سے قریب ہے اور ایک یہ
ہے کہ تمام المعرفت کے واسطے ضرور ہے
کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی جسمانی و
روحانی اس سے شدت سے دور ہوں اور
اس کو بیکار نہ کردے سریان الوجود فی
الموجودات کا سر اور توجہ مبداء کے بارادہ
حبیت ان عوالم کے اور میں نے جان لیا
کہ یہ ایک معنی ہیں اس جزء کے جو مقابل
ہے زحل کے پھر جب رنگ الٰہی آتا ہے
تو وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہوجاتی ہے کہ
نقطہ ذات کی طرف متوجہ ہے پس شخص
نے اس کو بے تعلقی اور خلوت کل سے
بقا باللہ ہے اور تصرف بحق خلقت میں اور
ارادہ طلوع حبیت مبداء کا کیا راہ روزن
شخص اپنے سے وہ پورا پورا نہیں ہے،

المبداء من طريق كوة تشخصه
فليس بتام انما التام من حمل
هذا النقض فى وعائه غضاطريا
لم يدنسه حبّ مظهر ولو بالحق
بحيث يكون عنوانًا للمحبة
الذاتية وجسدا لروحها وشبحًا
لحقيقتها وحمل حب المظاهر لا
بنفسه بل بالحق للخلق لا
بانفسهم بل بالحق فى وعائه
ومنها ان كل عارف تام المعرفة
فانهٗ لا ياخذ شيئا الا من نفسه
وانما اعداد المعدات ان ينتبه
هذا الفرد على جزء موجود فيه
ويكشف عليه معناه فيظهر عليه
ما لم يكن ظهر فمن استفاد من
غيره شيئا من غير هذا الوجه
فليس بتام المعرفة ومنها ان كل
عارف تام المعرفة فانه يسخر
جميع ما سوى الله تبارك
وتعالىٰ وما سوى اسمائه
وتدلياته اما بالقهر هٰذا فيما كان
ادنىٰ حالاً وانقص قوةً من نشاءة

پورا پورا وہ شخص ہے جس نے اس بے
تعلقی کو اپنے ظرف میں بہت مضبوطی سے
رکھا اور اس کو آلودہ نہ کیا مظہر کی حب
نے اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس حیثیت
سے کہ عنوان ہو محبت ذاتی کا اور اس کی
حقیقت کا، کالبد اور حمل کیا حب مظاہر کو
لا بنفسہ بلکہ بالحق واسطے خلقت کے نہ ان
کے نفسوں سے بلکہ بالحق ہو ان کی طرف
میں اور ایک یہ ہے جو عارف کامل
معرفت ہوتا ہے وہ کسی سے کچھ نہیں
حاصل کرتا مگر اپنے نفس سے ہی اخذ کرتا
ہے اور تحقیق آمادگی معدات یہ ہے کہ وہ
فرد آگاہ ہو اس جزو سے جو اس میں موجود
ہے اور اس کے معنیٰ اس پر کشف
ہوجائیں پھر اس کو ظاہر ہوجائے جو ظاہر
نہ ہوا تھا تو جو شخص اپنے سے سوا کسی سے
استفادہ کرے سوا اس وجہ کے وہ کامل
معرفت ہے اور ایک یہ ہے جو عارف
کامل معرفت ہوتا ہے اس کے سب مسخر
ہوتے ہیں سو اللہ تعالیٰ کے اور سواء اس
کے اسماء اور تدلیات کے یا تو زبردستی
سے یہ اس صورت میں ہے کہ حال ادنی
اور قوت ناقص ہو عارف کے اس عالم

هٰذه العارف التی البست فوق جامعیته وجعل حجابًا دون معانیة فتارة یکون بهیمة مختلطة بالملکیة قویة بقویة او ضعیفة بضعیفة وضعیفة بقویة فیختلف الاحکام والآثار فیورث نکرة عند العوام الناظرین الی اللباس دون الجامعیة والواقفین علی الصور دون المعانی واما بالمناسبة وذلک فیما کان اقوی حالا واتم تاثیرا من تلک النشاة اللباسیة والحجابیة وسر المناسبة انما ینشاء من جزء فی العارف یقوم مقام هذا المراد تسخیره فبینه وبین عروق ممتدة وما سار یقا واصله من جهة سر تلک النشاءة المشرکة فیها فاذا توجّه العارف الیٰ ذلک الجزء اشد توجّه حرّک بتلک الخیُوط المستترة ذلک المراد تسخیره اما الاسماء والتدلیات فلا تکون مسخرة لشعشان نور الربوبیة

کے جو جامعیت کے اوپر پہنایا گیا ہے اور کردیا ہے حجاب سوا معانی کے تو کبھی ہوتی ہے بہیمت ملکیت سے مختلط قوی قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف قوی سے۔ پس مختلف ہوتی ہیں احکام و آثار تو انکار ہوتا ہے عوام کو جو دیکھنے والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت کے اور ظاہر کے دیکھنے والے ہیں نہ معانی کے اور یا مسخر ہوتے ہیں اس عارف کامل کے سب ساتھ مناسبت کے اور یہ اس صورت میں کہ قوی حال ہو اور قوی تاثر ہو اس عالم لباسیت اور حجابیت میں اور سر مناسبت کا بیشک ظاہر ہوتا ہے اس جزو سے جو عارف میں سے کہ اس مراد کے قائم مقام ہوتا ہے اس کی تسخیر تو درمیان اس عارف اور اس جزو کے رگین ہیں ممتدہ اور ماسار یقا اور اصل اس تسخیر کی جہت سے اس سر عالم مشترک سے جو اس میں ہے تو جب متوجہ ہوتا ہے عارف طرف اس جزو کے بہت توجہ سے تو حرکت کرتی ہے ان خیوط مستترہ سے وہ مراد واسطے تسخیر کے لیکن اسما اور تدلیات نہیں مسخر ہوتی بسبب چمکنے نور ربوبیت

نعم هنالک حب بآراء محبوبیۃ فتتحرک المحبوبیۃ ویتحرک الحب بازایہ ویتحرک التدلی والاسم الذان یناسبان ھذا الحبّ فمن لم یعرف ھذا التسخیر المستطیر ولم یرہ فی نفسہ فلیس بتام المعرفۃ وفطنت ان ھذا التسخیر المستطیر معنی من معانی جزئہ الذی یحذو حذو الشمس لما انصبغ بصبغ الٰھی صار التسخیر الذی فیہ ھذا المستطیر ومنھا ان تام المعرفۃ لروحہٖ تحدیق وعنایتہ بکل شی من طریقۃ ومذھبہٖ سلسلۃ ونسبتہٖ وقرابتہٖ وکل ما یلیہ وینسب الیہ وعنایتہ ھذہٖ یختلط بھا عنایۃ الحق وذلک لان نفسہ اذا تجردت عن کدورات الجسد ولصقت بالملاء الاعلیٰ وتجلی ھنالک الحق وانما یکون التجلی بحسب استعداد

کے ہاں یہاں حب ہے مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہے محبوبیت اور حرکت کرتی ہے اس کے مقابل حب اور متحرک ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ دونوں جو مناسب ہیں اس حب کے پس جو شخص نہیں پہچانتا اس تسخیر مستطیر کو اور اپنے نفس میں نہیں دیکھتا وہ شخص کامل معرفت نہیں ہے اور مجھ کو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر معانی میں سے ہے اس جزو کے جو مقابل ہے شمس کے جس وقت رنگا جاتا ہے رنگ الٰہی سے ہوجاتا ہے وہ جزو تسخیر ہے جس میں یہ مستطیر اور ان میں ایک یہ ہے کہ کامل المعرفت کی روح میں تیز نظری اور غور و عنایت ہوتی ہے ساتھ ہر شے کے طریقت اور مذہب اور سلسلہ اور نسبت اور قرابت سے اور جو اس سے قریب ہو اور اس کی طرف نسبت رکھے اور اس کامل معرفت کی اس عنایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عنایت مختلط ہوجاتی ہے اور یہ بات اس واسطے ہے کہ اس کا نفس جب کدورات جسم سے مجرد ہوجاتا ہے اور ملاء اعلیٰ سے مل جاتا ہے اور وہاں تجلی حق کی ہوتی ہے

المتجلی له وهذه النکتة هو الذی قصدنا له فی ضرب المثل بالهیولٰی والصورة یتلون تلک النفس بلون الحق وتصیر کانها تدلی من تدلیات الله تعالیٰ الی خلقه لذلک الانصباغ والامتزاج والاختلاط المشار الیه فعند ذلک یقع توجه نفسه الی هذه الامور معدة الانعطاف جناب القدس الیه فاذا تمکن هٰذا السّرّ فی اضلاع النفس وسعوبة وشجونه وجمیع فنونه اختلط النظر الالٰهی بکل ذلک فصار اکسیرًا یستشفی به وانما ارید بشجون النفس وشعوبه ما یتوجّه الیه النفس من غیر جمع الهمة بعادة او ملکة غیر مستقرة وللکامل من جهة هذا السرّ آثار وحب . کثیرة وفطنت بان هٰذا المعنی من معانی جزئه الذی یحذو حذو زحل مختلطًا بالمشتری حین

اور وہ حق کی تجلی کے موافق استعداد اس شخص کے ہوتی ہے جس کے واسطے تجلی کی گئی اور یہ وہی نکتہ ہے جسے ہم نے ضرب المثل میں ہیولی اور صورت کیا ہے تو متلون ہوجاتا ہے نفس لون حق سے اور ہوجاتا ہے گویا ایک تدلی حق کی تدلیات میں سے جو خلقت کی طرف ہیں بسبب انصباغ و امتزاج و اختلاط مذکور جس کی طرف اشارہ کیا گیا۔ پس اس وقت اس کا نفس متوجہ ہوتا ہے ان امور کی طرف اور اس کی توجہ معد ہوجاتی ہے واسطے منعطف ہونے جناب اقدس کی اس کی طرف تو جب قرار پذیر ہوگیا یہ امر اس کے پہلو کی ہڈیوں میں اور اس کے شعبوں اور رگوں میں اور پٹھوں میں تو مختلط ہوجاتی ہے نظر الٰہی اُن سب میں تو وہ شخص اکسیر بن جاتا ہے جس سے لوگوں کو شفا ہو اور میری مراد نفس کی رگوں اور پٹھوں سے وہ شے ہے جس کی طرف نفس بے قصد کے متوجہ ہو اور بے عادت اور بلکہ غیر مستقرہ کے اور واسطے اس کامل کے اس سرّ کی جہت سے احکام و آثار بہت ہیں اور دریافت ہوا کہ یہ بات بامعانی میں سے

حل به صبغ الٰھی ومنھا ان تام المعرفۃ منعم بجمیع النعم التی انعم اللہ بھا علی السمٰوات والارضین والموالید وکل ما فی بین ذٰلک من الملائکۃ والانبیآء والاولیاء والملوک وغیرھم وذلک ان فیہ اجزاء کل منھا یحذو حذو شئ من الموجودات فھو نسخۃ اجمالیۃ جامعۃ لجمیع الموجودات وکل جزء منہ اذا تتبعنا تفصیلہ انفسر بتلک النشاءۃ فکل ما وقع من نعمۃ فانما محلھا الجزء ومن الاجزاء وھو مطلوب بشکر کل ھٰذہ النعم ولیس کلامنا من قبیل المسامحۃ والتجوز بل ھو الحقیقۃ التی لا یتجاوزھا نفس الامر نعم اذا تجرد للتشخص الکلی المنبث فی جمیع المخلوقات حضر ھٰذہ السر واذا الخدر الیٰ ما یلی التشخصات الجزئیۃ استتر عنہ **مشھد آخر**

ہے اس جزو کی جو مقابل زحل مختلط یا مشتری کے ہے بروقت حلول کرنے رنگ الٰہی کے اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ کامل معرفت کو وہ سب نعمتیں ملتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں سب آسمانوں اور سب زمینوں اور موجودات کو اور جو ان میں ہیں ملائکہ اور اولیاء اور بادشاہ وغیرہ ہم اور یہ امر اس واسطے ہے کہ اس کامل معرفت میں جو اجزا ہیں تمام موجودات کے مقابل ہیں گویا کہ وہ ایک نسخہ اجمالی ہے جامع تمام موجودات کا اور جب اس کے ہر جزو کی تفصیل کرنا چاہیں تو عالم میں ظاہر ہوجاوے تو جو نعمت واقع ہوگی اس کا محل کوئی جزو ہوگا اجزاء میں سے اور وہی ان نعمتوں کے شکر سے مطلوب ہے اور ہمارا کلام کچھ سرسری مسامحت اور تجویز سے نہیں ہے بلکہ حقیقت نفس الامری ہے۔ یہاں یہ سر جب میسر ہوگا کہ جس وقت مجرد ہوجائے واسطے تشخص کلی کے جو منتشر ہے جمیع مخلوقات میں اور جب پستی میں چلا جائے تشخصات جزئیہ کی تو یہ سر اس سے پوشیدہ ہوجائے گا۔ **مشہد آخر** میں

كنت منتظرًا لمعنى حديث
سئل رسول الله صلى الله عليه
وسلم اين كان ربّنا قبل ان يخلق
خلقه قال كان في عماء. الخ
فافيض عليّ هٰذا السرّ فتمثل لي
نور عظيم في اعالي بعد
هيولاني قد احاط بمجامع هذا
البعد تدبيرا بخطوط شعاعية
ممتدة منه الى جميع نواحيه
وقيل هذا هو المشار اليه بقوله
عليه السلام كان في عماء وهذا
البعد الهيولاني هو العماء وهٰذه
الاحاطة بالخطوط الشعاعية هي
القهر المشار اليه بقوله تبارك
وتعالىٰ هو القاهر فوق عباده
فحين ظهر هذا السرثلج قلبي
كاني لا اجد شبهة ولا مسئلة
اسائل عنها ثم من بعد ذلك
الخدرت الى حين الفكر فعطنت
ان الذات الٰهية اقتضت
واستلزمت ظهور استعدادات
كانت مندرجة فيها فظهرت

اس حدیث شریف کے معنی کا منتظر تھا
اور وہ یہ ہے کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ
قال کان فی عماء الخ تو مجھ پر افاضہ ہوا یہ سر
کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نور عظیم ہے اعالی
بعد ہیولانی میں اور اس نے گھیر لیا ہے
اس بعد کے مجامع کو ازرو نے تدبیر کے
ان خطوط شعاعی سے جو اس نور سے ممتد
ہیں اس کے جمیع نواحی کی طرف اور سنائی
دیا کہ یہ وہی ہے جس کا اشارہ کیا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث
شریف میں۔ کان فی عماء یہ بعد ہیولانی وہ
عماء ہے اور یہ احاطہ خطوط شعاعی سے وہ
قہر ہے جس کی طرف اللہ تبارک وتعالیٰ
نے قرآن شریف میں اشارہ فرمایا ہے ھو
القاھر فوق عبادہ پس جس وقت یہ سر
ظاہر ہوا میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا اور قلب
مطمئن ہو گیا گویا کچھ شبہ ہی نہ رہا اور نہ
کوئی مسئلہ جس کو پوچھوں بعد اس کے
میں حیز فکر میں چلا گیا تو دریافت ہوا کہ
ذات الٰہی مقتضی اور مستلزم ہوئی اُن
استعدادات کی ظہور کی جو اس میں مندرج
تھیں تو ظاہر ہوئے اُس جگہ کنارہ وجوب

هنالك فی صقع الوجوب ظهورا عقليا وتمثلت هنالك بهذا الظهور اعيان الممكنات وشون ظهور الواجب فی كل نشاة وتداليه فی كل برزة واقتضت الذات الالهية باتصافها هذه الظهورات عدمًا ومادةً وخارجًا فاظهر فيه ما كان منطويًا فی كورة الاعيان والاسماء واول ما ظهر هنالك نور الهى اخذ بمجامع العدم والمادة وتسلط عليه وهو قائم مقام الذات الالهية وهو قديم بالزمان لان الزمان والمكان والمادة عندنا شئ واحد هو هذا الاستعداد الذی سميناه بالعدم والخارج وفيه الارادات المتجددة وهو اول شئ نطق بشانه السنة الشرائع وذلك لانه انما سئل عن اين ولم يكن حينئذ يصلح الجواب الا ما ظهر فی الخارج.

ہیں از روئے ظہور عقلی کے اور متمثل ہوگئیں۔ اس ظہور سے اعیان ممکنات اور شائین ظہور واجب کے ہر عالم میں اور اس کی تدلی ہر ایک برزہ میں اور اقتضا کیا ذات الٰہی نے اس ظہورات سے متصف ہونا ساتھ عدم اور مادۃ اور خارج کے تو اسمیں ظاہر کردیا منطوی تھا گوشہ اعیان میں اور اسماء میں اور جو سب سے پہلے نور الٰہی ظاہر ہوا اس نے مجامع عدم اور مادہ کو اخذ کیا اور اس پر مسلط ہوگئے اور وہ قائم مقام ذات الٰہی کا ہے اور وہ قدیم بالزمان ہے اس واسطے کہ زمان اور مکان اور مادہ ہمارے نزدیک ایک شے واحد ہے وہ یہ استعداد ہے جسے ہم نے عدم اور خارج کہا ہے اور اس میں ارادات متجددہ ہیں اور وہ اول شے ہے جس کی شان میں زبان شرائع ناطق ہیں اس واسطے کہ تحقیق سوال کیا گیا لفظ این سے اور اس کے جواب کی صلاحیت وہ ہی چیز رکھتی ہے جو خارج میں ظاہر ہو۔